نمبر ۶۲ | مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۱ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۰ رجب ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تاحال لاہور میں قیام فرما ہیں۔ حضورؑ کو قدرے کھانسی کی شکایت ہے۔

معلوم ہوا ہے۔ ۲۰ نومبر دہلی میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اہم اجلاس قرار پایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بحیثیتِ صدر اس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

امرت سر کے سیرت النبیؐ کے جلسہ میں انشاء اللہ تعالےٰ قادیان سے بھی بہت سے اصحاب شریک ہونگے۔ اگرچہ یہ اطلاع نہایت تنگ وقت میں دی جا رہی ہے۔ تاہم قریب قریب کی جماعتوں کے احباب کو بھی شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے

امرت سر میں سیرت النبیؐ کے متعلق عظیم الشّان جلسہ

انشاء اللہ تعالےٰ ۲۲ نومبر بروز اتوار امرت سر میں زیر صدارت جناب میر محمد اسحاقؓ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ سیرت النبیؐ کے متعلق عظیم الشان جلسہ ہوگا۔ جس میں جناب مولوی عبد السّلام صاحب عمر ابن حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور ملک عبد الرحمن صاحب خادم بی۔ اے تقریریں کریں گے۔ یہ جلسہ ۱۰½ بجے دن سے لیکر ۱ بجے دن تک رہے گا۔ جلسہ گاہ متصل سنتوکھ سر ٹاؤن ہال کے قریب یعنی کوتوالی کے نزد بنائی جا رہی ہے۔ بیرون جات سے آنے والے اصحاب ایک امیر کی معیت میں انتظام کے سیدھے جلسہ گاہ میں پہنچیں۔ کھانا جلسہ کے خاتمہ پر کھلایا جائے گا۔ کثرت کے ساتھ احباب کرام بالخصوص انصار اللہ کو اس میں شامل ہونا چاہیئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

جموں و کشمیر کے حالات

جموں میں مسلمانوں کی گرفتاریاں

جموں ۱۵۔نومبر۔جموں کے غریب مسلمان کثیر جانی اور مالی نقصان اٹھانے کے باوجود ۲۔نومبر کی شب سے اس وقت تک کئی ایک ریاستی پولیس کی مسلم آزاری کا شکار ہو کر قید و بند کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں۔ آج ۱۵۔نومبر کو مزید گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں ستم ظریفی یہ ہے۔ کہ آج تک ایک بھی ہندو قاتل۔ بلوائی۔ لوٹیرا اور غارتگرِ مال گرفتار نہیں کیا گیا۔ ہندو پولیس مسلمانوں کو بے حد تنگ کر رہی ہے۔ مسلمانوں کی ساٹھ دوکانیں لوٹی گئیں۔ بیسیوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر مندروں اور دوسرے محفوظ مقامات پر نذرِ آتش کر کے اُن کے قتل کے ثبوت و علامات تک نابود کر دیئے گئے ہیں۔ اور اب مسلمانوں سے تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ مسلمان جموں کی پولیس اور اس کے مہاسبھائی ججوں پر اپنے عدم اعتماد کا اعلان کر چکے ہیں۔ آج اسیرانِ بلا کی گرفتاری پر بطور احتجاج تمام مسلمانوں نے اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ اور مہاراجہ صاحب کو تار دے دیا گیا ہے۔ کہ جب تک کوئی غیر جانبدار پولیس اور جج تحقیقات نہ کرینگے مسلمانوں کو ہرگز اطمینان نہیں ہو سکتا۔

مسلمان اسیروں کے بیانات

جموں ۱۶۔نومبر۔کل بتاریخ ۱۵۔نومبر ۱۹۳۱ء ۱۴ اصحاب۔ دفتر ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن سے گرفتار کر کے تھانہ میں لے جائے گئے۔ جہاں انسپکٹر پولیس نے انہیں بیان لکھوانے کو کہا۔ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ لکھو۔ اور حسب ذیل بیان دیا۔ چونکہ جموں کی پولیس مسلمانوں کے مٹانے پر تلی ہوئی ہے۔ اور اس نے قریباً پینتالیس ناکردہ گناہ مسلمانوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ حالانکہ بیسیوں مسلمان قتل ہو چکے ہیں۔ جن میں سے اکثر کی راکھ بھی نابود کر دی گئی ہے۔ کئی ایک مسلمان زخموں کی تکلیف سے اب بھی کراہ رہے ہیں۔ ساٹھ دوکانیں بھی مسلمانوں کی لوٹی جا چکی ہیں۔ اور عمالِ حکومت اور پولیس جموں میں کسی ہندو کو مجرم سمجھنا گناہ خیال کرتے ہیں۔ لہذا ہم بے بس اور مظلوم مسلمانانِ جموں۔ آپ کی پولیس اور آپ کے ججوں پر کسی قسم کا اعتماد نہیں رکھتے۔ یہی ہمارا بیان ہے۔ اس پر راجپوت انسپکٹر پولیس نے کہا۔ نہیں تم کو ٹھیک بیان دینا ہوگا۔ ورنہ تم جیل میں بھیج دیئے جاؤگے۔ مسلم اسیران بلا بولے۔ تم اور تمہاری حکومت جو سلوک چاہتی ہے۔ ہمارے ساتھ کرے۔ ہم اس سے زیادہ کچھ نہ کہیں گے۔ آخر انسپکٹر مذکور نے ان کو سنٹرل جیل بھیجدیا۔ اسی وقت مسلمانوں نے تمام شہر میں اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ اور اپنے سینوں پر سیاہ نشان آویزاں کر لیے۔

مسلم رہنما اور مسٹر جنکن

آج بتاریخ ۱۶۔نومبر ۱۰ بجے کے قریب مسٹر جنکن ڈپٹی کمشنر نے چوہدری غلام عباس صاحب بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی سردار گوہر رحمان صاحب۔ مستری یعقوب علی صاحب اور شیخ غلام قادر صاحب جنرل سکرٹری ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں کو بلا کر کہا۔ تم لوگوں کو اپنی دوکانیں بھی کھول دینی چاہئیں۔ اور اپنے سینوں سے سیاہ نشان بھی اُتار دینا چاہیئے۔ رہنمایان ملت نے صاحب موصوف سے کہدیا۔ ہم ہڑتال اور سیاہ بلوں سے اپنی مظلومی اور بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں آپ فرماتے ہیں۔ جس طرح بھی ہو۔ جموں کی پولیس کے ساتھ دس دن کے لئے تعاون کرو۔ پھر ہم دیکھینگے۔ کہ وہ کس طرح تمہارے ساتھ بے انصافی کرتی ہے۔ ہم آج تیرہ دن سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ پولیس اپنے فرائض سے دیدہ دانستہ اغماض اور پہلوتہی کر رہی ہے۔ وہ غریب مظلوم مسلمانوں کو صرف اس لئے ستا رہی ہے۔ کہ وہ مسلمان ہیں۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کا کثیر اور ناقابل تلافی جانی اور مالی نقصان ہوا ہے آج تک ایک ہندو کو بھی گرفتار کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ ایسی حالت میں سوائے اس کے ہمارے لئے اور چارہ کار کیا ہے۔ کہ ریاستی پولیس کے ساتھ عدم تعاون کریں۔ اس کے بعد مسلم راہنماؤں نے ۲۔نومبر کے حادثہ اور اُس سے پہلے کے حالات اور ریاستی پولیس کی مسلم آزاری کی طویل داستان صاحب موصوف کے گوش گزار کرنے کے بعد کہا۔ اگر آپ یا نئے انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر لاتھر تمام تحقیقات کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ تو ہم لوگ بخوشی اس قدر مدت گزر جانے کے بعد بھی تحقیقات کرانے کے لئے تیار ہیں۔ جس کے جواب میں صاحب موصوف نے کہا۔ اچھا میں تمام معاملہ پر غور کروں گا۔ فی الحال تم لوگ میرے کہنے سے اپنے سینہ سے سیاہ نشان اُتار دو۔ اور تمام اسلامی دوکانیں کھلوا دو۔ رہنمایان ملت نے کہا۔ کہ اس شرط پر کہ آپ فرمائیں کہ ہم کو تعدی۔ مظلومی اور بے بسی کا احساس ہے آخر مسٹر جنکن نے اقرار کیا۔ کہ ہم تم کو مظلوم سمجھتے ہیں۔ اور ان اصحاب نے اپنے سینوں سے سیاہ نشان اتار دیئے۔ اور دوکانیں کھولنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ۱۲ بجے کے بعد تمام اسلامی دوکانیں کھول دی گئیں۔

نام نہاد امن کمیٹی

کل ۱۵۔نومبر کو جو نام نہاد امن کمیٹی گورنر صاحب جموں نے اپنے حکم سے بنائی۔ اس سے قیامِ امن کی بجائے مسلمانوں میں مزید بے اطمینانی پیدا ہو رہی ہے۔ مذکورہ کمیٹی میں مسلمانوں کی صحیح نمائندگی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اور خطرہ ہے۔ کہ اس کمیٹی کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ جو اس سے پہلے مصالحتی بورڈ کا ہوا۔ (نامہ نگار)

مسلمانانِ کشمیر اور گلینسی کمیشن

گلینسی کمیشن میں باوجود ہندوؤں کو بہت ہی اقلیت ہونے کے مسلمانوں کے مساوی حصہ نیابت عطا کیا گیا ہے۔ لہذا ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو مذکورہ کمیشن میں دو مزید نشستیں دی جائیں۔ علاوہ ازیں مسٹر گلانسی کے سکرٹری مشہور متعصب۔ اور مہاسبھائی مسٹر جریخت لعل کو مقرر کیا گیا ہے جن کی تعلیمی قابلیت غالباً انٹرنس تک ہے۔ اور تمام دفتر میں ایک مسلمان کلرک بھی نہیں لیا گیا۔ قارئین کرام خود اندازہ کر لیں۔ کہ جس کمیشن کی کمپوزیشن کا یہ حال ہو۔ اس سے مسلمانوں کو کیا کچھ امید رکھنی چاہیئے۔ نامہ نگار

جموں میں فرزندانِ توحید کا قتل

جموں کے ہندوؤں نے مسلماں کو چھیڑ کر
پیہم ستم سے قعرِ مذلت میں تھا پڑا
مسلم پہ ایسی بارشِ سنگِ گراں ہوئی
ہندو کی ذہنیت کا کرشمہ ہے دیکھنا
ہندو سمجھ رہے ہیں مسلماں کے قتل سے
سوراج مانگتی ہے یہی قوم آج کل

خوابِ گرانِ ناز سے بیدار کر دیا
اس انتہائے ظلم نے ہشیار کر دیا
بازار کو نمونۂ کہسار کر دیا
مسلم کو تیغِ تیز سے خونبار کر دیا
پورا تو خیر مقصدِ کرتار کر دیا
جس کے ستم نے جینا گرانبار کر دیا

یہ ڈوگرہ نظام کی بے اعتدالیاں
جس نے تمام دہر کو بیزار کر دیا

ٹھاکر کرتار
سقراط کاشمیری

سامانہ ریاست پٹیالہ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

انجمن احمدیہ سامانہ کا تبلیغی جلسہ ۲۸-۲۹-۳۰۔نومبر ۱۹۳۱ء کو بہت وسیع پیمانہ پر ہوگا انشاء اللہ۔ لہذا ارد گرد کی تمام احمدیہ جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ جماعتیں پہونچکر جلسہ کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کریں۔ قادیان سے بھی علمائے کرام تشریف لے جائیں گے۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲- نومبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

حکومت پنجاب کی ذرائع آمدنی پیش کرنیوالی کمیٹی کی تجاویز

مذہبی اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے نقصان رساں کوئی تجویز منظور نہ کیجائے

اس میں شبہ نہیں۔ کہ آج کل حکومت کو بھی مالی مشکلات درپیش ہیں۔ جن کی وجہ سے جہاں اسے اخراجات کا بجٹ پورا کرنے کے لئے سرکاری ملازموں کی تخفیف اور ان کی تنخواہوں میں کمی کی ضرورت پیش آئی ہے۔ وہاں محاصل میں اضافہ کے لئے بعض نئی تجاویز کی طرف بھی توجہ مبذول ہو رہی ہے۔ لیکن پنجاب گورنمنٹ نے آمدنی کی تجاویز پیش کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ اور جس کی سفارشات حکومت نے واقفیت عامہ کے لئے حال میں مشتہر کی ہیں۔ اس نے کئی ایک تجاویز پیش کی ہیں جن کے خلاف ہر شخص آواز اٹھانے کے لئے مجبور ہو گا۔ مثلاً نمک پر پچاس فیصدی محصول بڑھانے کی سفارش کی گئی ہے۔ گویا گاندھی جی کی ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں حکومت ہند نمک کو ضروریات عامہ میں سے قرار دے کر اور غربا کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر جہاں بعض مقامات پر بالکل مفت نمک حاصل کرنے کی اجازت دے چکی ہے۔ وہاں پنجاب میں نمک کی قیمت دوگنی کر دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ اسے اگر منظور کر لیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ غربا اور زمینداروں کا طبقہ جو پہلے ہی سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ نمک جیسی چیز جس کے بغیر غریب سے غریب لوگ بھی گزارہ نہیں کر سکتے۔ اس کے حاصل کرنے میں بھی مزید بوجھ کے نیچے دب جائے گا۔ اسی طرح یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ پلوں پر سے گزرنے والوں سے بھی محصول لیا جائے۔ اور ریل گاڑی میں سفر کرنے والوں سے درجوں کے مطابق دو آنہ۔ ایک آنہ دو پیسے اور ایک پیسہ فی کس وصول کیا جائے۔ ایسی حالت میں جبکہ محکمہ ریلوے حال ہی میں سفر کرنے والوں سے نہ صرف کرایہ میں کمی کی تمام رعائتیں واپس لے چکا ہے۔ بلکہ کرایہ میں اضافہ بھی کر چکا ہے۔ یہ محصول مزید تکلیف کا موجب ہو گا۔

اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور نقصان رساں تجویز وہ ہے جو سکولوں اور کالجوں کی فیس میں اضافہ کرنے کے متعلق پیش کی گئی ہے اور جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ اس وقت کسی درجہ کی جو فیس لی جاتی ہے۔ آئندہ اس سے اگلے درجہ کی وصول کی جائے۔ یعنی پانچویں جماعت والوں سے چھٹی جماعت کی۔ اور چھٹی جماعت والوں سے ساتویں کی علےٰ ہذا القیاس فیس وصول کی جائے۔ پنجاب دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں پہلے ہی تعلیم میں پسماندہ ہے۔ اور خاص کر زراعت پیشہ طبقہ جس کی آبادی تقریباً ۹۵- فیصدی ہے۔ اور جس میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ وہ تعلیم میں بہت ہی پیچھے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کی مالی حالت کے ابتر ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مالیہ میں ۲۳- فیصدی تخفیف کرنے کے باوجود وہ اس قابل بھی نہیں ہو سکے۔ کہ سرکاری لگان آسانی سے ادا کر سکیں۔ کجا یہ کہ ضروریات زندگی بسہولت مہیا کر سکیں۔ اس صورت میں تعلیمی اخراجات میں اضافہ کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ زمینداروں کا اکثر حصہ اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کے قابل نہ رہے گا۔ اور ان کی تعلیم میں پسماندگی بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

پھر انتقالات کی فیس میں اضافہ۔ نہری اراضی کی شرح مالکانہ میں زیادتی۔ پوست کی کاشت کرنے والوں سے ۱۲- روپے کی بجائے اڑتالیس روپے فی ایکڑ کی وصولی۔ اور جنگلات کی پیداوار پر محصول لگانے کی تجاویز زمینداروں کے لئے موت کا پیغام ہیں۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ اجناس کی موجودہ کساد بازاری میں زمیندار کیونکر یہ بوجھ برداشت کر سکیں گے۔

غرض مذکورہ بالا تجاویز قطعاً ناقابل عمل سخت نقصان رساں اور ملک کی موجودہ بے چینی میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ ان کے علاوہ بعض ایسی بھی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ جو ملک کے لئے اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے ضرر رساں ہونے کے ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے مذہبی لحاظ سے بھی سخت معیوب ہیں۔ مثلاً تجویز کی گئی ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب لاٹری ڈالا کرے۔ اور اس طرح روپیہ کمایا جائے۔ گویا قمار بازی کی اس نوعیت کو جو لاٹری کہلاتی ہے۔ گورنمنٹ بند کرنے اور اس میں حصہ لینے والوں کو تباہی و بربادی سے بچانے کی بجائے خود لاٹری بازی شروع کر دے۔ اور اس طرح روپیہ کمائے۔

یہی تجویز کوئی کم حیرت انگیز نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ جب یہ دیکھا جائے۔ کہ کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی ہے۔ کہ پنجاب کے ان پندرہ سو دیہات میں جہاں ناجائز شراب کی کشید ہوتی ہے۔ شراب کی دوکانیں کھول دی جائیں۔ اور شراب فروخت کر کے آمدنی پیدا کی جائے۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ کمیٹی نے محض روپیہ کا حصول مدنظر رکھا ہے۔ اور اس بات کی قطعاً پروا نہیں کی گئی۔ کہ لوگوں کی اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور مالی حالت پر کیا اثر پڑ گیا۔ اور ملک کس قدر مشکلات میں مبتلا ہو جائے گا۔ حالانکہ ہر ایک مہذب گورنمنٹ کا پہلا فرض یہ ہے کہ رعایا کو ان چیزوں سے محفوظ رکھے۔ جن کا برا اور خراب کن اثر اس کے اخلاق اور معاشرت پر پڑتا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ لاٹری بازی اور شراب نوشی کے نقصانات میں کسی کو کلام نہیں ہے۔

بعض اور تجاویز مثلاً یہ کہ پان فروشوں پر دو اور پانچ روپے سالانہ ٹیکس لگایا جائے۔ برف پر چار آنے من اور سوڈا واٹر کی بوتلوں پر ایک پیسہ فی بوتل ٹیکس لگایا جائے۔ بائیسکل رکھنے والوں سے دو روپے سالانہ لئے جائیں۔ عجائب خانہ دیکھنے والوں سے ایک آنہ ٹیکس وصول کیا جائے۔ اگرچہ موجودہ حالات میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھی جا سکیں گی۔ لیکن اگر ان کا یہ نتیجہ رونما ہو سکے۔ کہ وہ لوگ جو ان چیزوں پر روپیہ صرف کر کے اسراف کے مرتکب ہوتے ہیں۔ باز رہ سکیں۔ تو انہیں گوارا کیا جا سکتا ہے۔ پنجاب کے وہ لوگ جو نہایت سادہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔ خواہ مخواہ ایسی چیزوں کے اخراجات کا بوجھ اپنے اوپر لادتے چلے جا رہے ہیں۔ جن کے بغیر پہلے وہ بخوبی زندگی بسر کرتے تھے۔ اب اگر ان اشیاء کی گرانی اور دوسرے اہم اور ضروری اخراجات کی مشکلات انہیں پہلے کی طرح سادہ زندگی کی طرف متوجہ کر سکیں جس کی بہت کم امید ہے۔ تو ان تجاویز کا ایک مفید پہلو پیش نظر رکھا جا سکتا ہے۔

اسی طرح سودی لین دین کرنے والے بنیوں اور مہاجنوں کے متعلق یہ تجویز کہ ان سے دس روپیہ سے لے کر پچاس روپیہ تک حسب حیثیت ٹیکس وصول کیا جائے۔ ایسی تجویز ہے۔ جو بیٹھے بٹھائے دوسروں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی پر قبضہ کرنے والوں کے لئے دو بھر نہیں ہو سکتی۔ اور ان لوگوں کی دولت مندی کے مقابلہ میں اسے ناقابل برداشت نہیں کہا جا سکتا۔

غرض اس کمیٹی کی تجاویز میں سے چند ایک ہی ایسی ہیں۔ جن پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور انہی پر عمل ہونا چاہیئے۔ اور وہ تجاویز جن سے یہ تو ممکن ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ آمدنی ہو جائے۔ لیکن ان کا ملک کی تعلیمی اخلاقی اور تمدنی حالت پر برا اثر پڑتا ہے۔ پھر جنہیں مذہبی لحاظ سے ناجائز سمجھا جاتا

ان کے نافذ کرنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ گورنمنٹ پنجاب کو چاہیئے۔ خود بخود ہی ایسی تجاویز کو نظر انداز کر دے۔ اور جبکہ تحقیقی کمیٹی کی سفارشات پر عمل کرنے سے جو بچت ہو سکتی ہے۔ وہ بجٹ کی کمی پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ تو خواہ مخواہ ملک میں بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے والی تجاویز نافذ کرنے کی کوشش نہ کرے لیکن اگر حکومت پنجاب کونسل سے ان کی منظوری حاصل کرنا چاہے۔ تو کونسل کے تمام ممبروں کو بلالحاظ مذہب وملت ان کی مخالفت کرنی چاہیئے۔

پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی کا نیا سکرٹری

مسلمانان پنجاب جو پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی میں فرقہ ہندوؤں پر مسلمانوں کی کمی کو عرصہ سے محسوس کر رہے ہیں۔ اور اس کا خمیازہ بہت بُری طرح بھگت رہے ہیں۔ یقیناً یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ مسٹر آرم سٹرانگ سکرٹری ٹکسٹ بک کمیٹی کی جگہ جو رخصت پر جا رہے ہیں۔ سید احمد شاہ صاحب بخاری ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ اگرچہ فی الحال یہ تقرر عارضی ہوگا لیکن امید کی جا سکتی ہے۔ موقعہ نکلنے پر اسے مستقل کر دیا جائے گا۔ سید صاحب موصوف ایک قابل اور ہر دلعزیز نوجوان ہیں۔ اور اعلیٰ پایہ کے اردو دان اور شگفتہ نگار ہیں۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ اس وقت تک اردو کی طرف سے پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی کو جو بے توجہی رہی ہے اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہندوؤں کی طرف سے اقلیتوں کی مخالفت

سمجھ میں نہیں آتا۔ گاندھی جی جس منہ سے کامل آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اسی سے اچھوت اقوام کو ان کے معمولی حقوق دینے سے کیوں انکار کر رہے ہیں۔ جبکہ اچھوت علی الاعلان کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ ہندوؤں سے اس سے بھی زیادہ دور ہیں۔ جس قدر مسلمان اور سکھ دور ہیں گاندھی جی مسلمانوں اور سکھوں کے علیحدہ حقوق تسلیم کرنے کے لئے تو تیار رہیں۔ لیکن اچھوت اقوام کو آخری دم تک ان کے حقوق سے محروم رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اقلیتوں کی کمیٹی میں انہوں نے اسی وجہ سے کوئی سمجھوتہ نہ ہونے دیا۔ اور اب جبکہ آپس میں سمجھوتہ کی کوئی صورت نہ دیکھ کر وزیر اعظم سے فیصلہ کرنے کی درخواست کی جا رہی ہے۔ اور پنڈت مالویہ اس درخواست پر ہندوستانی نمائندوں سے دستخط کرانے کی بہم سرانجام دے رہے ہیں۔ تو گاندھی جی نے یہ تو منظور کر لیا ہے۔ کہ وزیر اعظم جو بھی فیصلہ کریں گے۔ وہ انہیں بلا چون وچرا منظور ہوگا۔ لیکن اس کے لئے یہ شرط لگا رہے ہیں۔ کہ وزیر اعظم کا فیصلہ ہندوؤں۔ مسلمانوں اور سکھوں کے حقوق کے متعلق ہو۔ اچھوتوں اور دیگر اقلیتوں کے متعلق قطعاً کچھ نہ کیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ یہ انتہا درجہ کی بے انصافی اور ظلم ہے۔ جو گاندھی جی۔ اور ان کے ہم خیالوں کے نزدیک روا ہو تو ہو۔ لیکن مسلمان اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ مسٹر سندروین نے اس درخواست پر دستخط کرنے سے اسی لئے انکار کر دیا ہے۔ اور کہدیا ہے۔ کہ وہ کسی ایسی دستاویز پر دستخط نہیں کر سکتے۔ جس پر برطانوی ہند کے تمام نمائندوں کے (یعنی اقلیتوں کے نمائندوں کے بھی) دستخط نہ ہوں۔

اس طرح مسلمانوں نے ایک اور نہایت نازک موقعہ پر ہندوستان کی اقلیتوں کا ساتھ دے کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ گاندھی جی اور دوسرے ہندو جس قدر اقلیتوں کی نقصان رسانی میں بڑھ رہے ہیں۔ مسلمان اسی قدر زیادہ قوت سے ان کی امداد کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور شرافت وانسانیت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ کہ کمزور اور مظلوم کو زبردست اور جابر کے دست جفا سے بچانے کے لئے پوری کوشش اور سعی سے کام لیا جائے۔

امید ہے۔ کہ گاندھی جی کے اس رویہ سے ہندوستان کی اقلیتوں کے نمائندوں کو جو سبق حاصل ہوا ہے۔ اسے نہ صرف ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں گے۔ بلکہ ہندوستان میں آکر اپنے اپنے حلقہ میں اسے خوب یاد کرائیں گے۔ اور جس اتحاد کی بنیاد لنڈن میں رکھی گئی ہے۔ اسے اس قدر مضبوط بنا دیں گے۔ کہ اول تو گاندھی جی کو اپنی ساری کانگرس سمیت اس سے متصادم ہونے کی جرأت ہی نہ ہو۔ اور اگر وہ باز نہ رہ سکیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ ہندوستان کی ساری کی ساری اقلیتیں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔

اقلیتوں کا اتحاد اور ہندو پریس

اقلیتوں کا اتحاد چونکہ ہندوؤں کے "رام راج" کے منصوبوں پر بجلی بن کر گرا ہے۔ اس لئے ہندو پریس اس صدمہ سے نہ صرف عقل وخرد بلکہ انسانیت وشرافت بھی کھو بیٹھا ہے۔ چنانچہ اخبار "پرتاپ" ۱۸۔ نومبر نے اقلیتوں کے اتحاد کا نام "جنڈال چوکڑی" رکھا ہے۔ اور دھمکی دی ہے۔ کہ ہندو انہیں ایک پل آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ یہ لوگ چند دن انتظار کریں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ہندوؤں نے پہلے کونسی کسر اٹھا رکھی ہے۔ کہ اب وہ مزید دھمکیاں دے رہے ہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے۔ کہ پہلے ہندو اور ان کی کانگرس اقلیتوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ رکھ کر اپنی غلامی کے طوق میں جکڑے ہوئے تھی۔ اور اب اقلیتوں نے اپنی حفاظت کے لئے متحد ہونا ضروری سمجھ لیا ہے۔ اگر ان میں اتحاد رہا۔ اور امید ہے۔ کہ اس وقت تک کے تجربہ سے انہیں جو سبق حاصل ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے اتحاد کی قدر وقیمت وہ خوب سمجھ چکے ہیں۔ تو ممکن نہیں۔ کہ ہندو ان کی طرف منہ بھی کر سکیں۔ اور اگر کریں گے۔ تو کچھ حاصل کرنے کی بجائے کھوئیں گے۔ ہندوؤں کی اس قسم کی دھمکیوں کی نہ تو اقلیتوں کو کوئی پرواہ ہے اور نہ حکومت کو انہیں کوئی وقعت دینی چاہیئے۔

ریاست کشمیر میں انگریزی فوج اور "زمیندار"

جموں سے جو حالات اور مراسلات مسلمانوں کی ذمہ وار جماعتوں کی طرف سے موصول ہو رہے ہیں۔ ان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گورہ فوجوں کا ریاست میں پہنچنا مسلمانوں کی جان ومال۔ عزت وآبرو کی حفاظت کا باعث ہوا۔ اور اگر کچھ بھی توقف ہو جاتا تو نہ معلوم مسلمانوں کو کس قدر جانی اور مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا۔ جیسا کہ ریاستی فوج۔ اور پولیس کے ہاتھوں وہ پہلے برداشت کر چکے ہیں۔ نیز آئندہ کے لئے بھی جب تک ریاست میں پوری طرح امن نہ قائم ہو جائے۔ اور مسلمانوں کے مطالبات عملی طور پر منظور نہ کر لئے جائیں۔ ریاست کے مسلمان انگریزی فوجوں کا ریاست میں رہنا ضروری قرار دے رہے ہیں لیکن اخبار "زمیندار" اور مولوی ظفر علی مختلف رنگوں میں یہ کوشش کر رہے ہیں کہ سرکاری فوجوں کے خلاف مسلمانوں کو بھڑکائیں۔ نیز یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ سرکاری فوجیں فوراً ریاست سے چلی جائیں۔ چنانچہ ۱۸۔ نومبر کے "زمیندار" میں مولوی ظفر علی نے اپنے نام سے جو مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

"انگریزوں نے اپنی فوجیں کشمیر میں جس غرض سے بھیجیں۔ وہ ہمیں خوب معلوم ہے۔ لیکن اب جبکہ انہیں کے قول کے مطابق کشمیر میں امن وامان قائم ہو چکا ہے۔ اور صرف اس عقدہ کی کشائش باقی رہتی ہے۔ کہ کشمیر کا نیا نظام کونسی آئینی شکل اختیار کرے۔ تو انگریزی فوجوں کا زیادہ دیر تک وہاں ڈیرے ڈالے پڑے رہنا سوائے اس کے کہ انگریزوں کی نیت کے متعلق دلوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرے۔ اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ اس لئے حکومت انگریزی کے لئے مناسب یہی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ اپنی فوجیں واپس بلا لے"۔

اسی سلسلہ میں یہ تحریک کی گئی ہے۔ کہ:۔

"سری نگر اور جموں کے نمائندوں کو اولین فرصت میں اس مسئلہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور جابجا جلسے کر کے اس مضمون کی قراردادیں منظور کرنی چاہیئیں۔ کہ انگریزی فوجوں کی مساعی جمیلہ کا بجان شکریہ۔ مگر اب وہ براہ کرم کشمیر سے اپنی اپنی چھاؤنیوں کو واپس تشریف لے جائیں"۔

اگر مولوی ظفر علی کے نزدیک مسلمانانِ جموں وکشمیر کی جان ومال کی کچھ بھی وقعت ہوتی۔ ان کے دل میں ان مظالم اور تشدد انہ نے کچھ بھی درد پیدا کیا ہوتا۔ جو ریاستی فوج اور پولیس نے مسلمانان ریاست پر برپا کئے۔ اور جن سے انگریزی فوجوں نے مسلمانوں کو نجات دلائی اور پھر اس ذلت ورسوائی کا احساس اتنی جلدی ہی نہ مٹ گیا ہوتا۔ جو اپنی غدارانہ اور فتنہ انگیز روش کے نتیجہ میں انہیں جموں وسرینگر میں حاصل ہوئی تھی تو وہ قطعاً اس قسم کے خیالات کا اظہار نہ کرتے لیکن چونکہ ان کی غرض محض یہ ہے۔ کہ حکومت انگریزی کی جا وبے جا مخالفت کریں۔ اس لئے وہ مسلمانان ریاست کے نفع ونقصان اور مہاراجہ صاحب بہادر کی مشکلات سے قطع نظر کر کے انگریزی فوجوں کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ حالانکہ جب انگریزی فوجیں [illegible] مہاراجہ صاحب کی درخواست پر بھیجی گئی ہیں۔ تو "زمیندار" کو چاہیئے تھا۔ کہ ریاست کی تازہ نمک خواری کا لحاظ رکھتے ہوئے ہی مخالفانہ رویہ اختیار نہ کرتا۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

اشتہار "آخری فیصلہ" اور مولوی ثناء اللہ صاحب

احمدیت کی صداقت پر ایک بُرہانِ قاطع

(۲)

"آخری فیصلہ" والا اشتہار دعائے مباہلہ ہے!

ہمارے دعویٰ کے دلائل دو اقسام کے ہیں۔ اشتہار کی اندرونی شہادت اور بیرونی شہادت اور وہ یہ ہیں:

دلیل اوّل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار یا دعاء کا نام "آخری فیصلہ" رکھا ہے۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا ہے "یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں" اب ظاہر ہے۔ کہ آخری فیصلہ دعوت مباہلہ کا ہی نام ہوتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر ثنائی جلد ۲ صہ ۲۳ کے حوالے سے بھی اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ پیشگوئی یا الہام نہ ہونے کی صورت میں قطعی طور پر ماننا پڑیگا کہ اسے آخری فیصلہ اسی وقت کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ اس دعاء کو دعاء مباہلہ تسلیم کر لیا جائے۔

دلیل دوم

عنوان میں "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ" کے الفاظ درج ہیں۔ یہ نہیں لکھا۔ کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق آخری فیصلہ" معلوم ہوا۔ کہ یہ وہ فیصلہ ہے۔ جو مولوی صاحب کے ساتھ ہونے کی صورت میں نافذ العمل ہوگا۔ ان کے انکار کی صورت میں نہیں۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس دعاء کو دعائے مباہلہ مان لیا جائے اور یکطرفہ دعا نہ قرار دیا جائے۔

دلیل سوم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار کو اہل دنیا کے لئے محض خبر کے طور پر شائع نہیں فرمایا۔ تا کہا جائے۔ کہ یکطرفہ دعا تھی۔ بلکہ حضور نے اس کو یوں شروع فرمایا ہے۔

"بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ" ظاہر ہے۔ کہ اگر یہ یکطرفہ دعاء ہوتی۔ تو خصوصیت سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھیجنے۔ اور انہیں مخاطب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

دلیل چہارم

اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طریق فیصلہ بیان فرما کر لکھا ہے۔ کہ "میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے" اب قابل غور امر یہ ہے۔ کہ کیا یہ قاعدہ مطلق ہے۔ یا مقید۔ اگر مطلق ہے۔ تو کہدو۔ کہ یہ اشتہار یکطرفہ دعا ہے لیکن اگر مقید ہے۔ تو لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ یہ اشتہار بھی اسی قید سے مقید ہے ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ یہ قاعدہ ہر رنگ میں صورت مباہلہ کی قید سے مقید ہے، کیونکہ (الف) مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے "آنحضرت علیہ السلام باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق کے پیچھے مرا۔" (مرقع قادیانی بابت اگست ۱۹۰۷ء صہ ۹)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو۔ وہ کونسی کتاب ہے۔ جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا ہے۔ کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو۔ وہ سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ بلکہ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔۔۔۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے۔ کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں۔ تو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتے ہیں۔ ایسے اعتراض کرنیوالے سے پوچھیں۔ کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے۔ کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔"

(اخبار الحکم۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء صہ ۹)

الغرض دونوں فریق کے اعتقاد کے مطابق اور ازروئے واقعات بھی اشتہار ۱۵ اپریل کے مندرجہ بالا فقرات مباہلہ کی صورت میں ہی بطور قاعدہ استعمال ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکطرفہ دعا نہیں۔ بلکہ دعائے مباہلہ ہے۔

دلیل پنجم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر ایک طرف مندرجہ بالا قاعدہ بتا کر اس دعاء کے دعائے مباہلہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ تو دوسری طرف یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔" اب سنت اللہ کیا ہے؟ واضح ہے۔ کہ سنت اللہ یہی ہے۔ کہ مباہلہ کرنے والا مکذب اسی دنیا میں برباد ہو جاتا ہے۔ دوسروں کے لئے آخرت کی سزا ہے۔ جیسا کہ مسیلمہ کے واقعہ سے نیز نصاریٰ نجران کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ جبکہ سنت اللہ یہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی طرح مانتے تھے۔ جیسا کہ اوپر نقل ہو چکا ہے۔ تو پھر حضور کا مولوی ثناء اللہ کی موت کو اپنی زندگی میں سنت اللہ کے موافق بتانا صاف دلالت کر رہا ہے۔ کہ حضور کا یہ اشتہار دعوت مباہلہ ہی تھی۔ جس کے قبول کرنے پر حسب سنت الٰہی مولوی ثناء اللہ صاحب پہلے مریں گے اور بصورت دیگر ان کا مرنا ضروری نہیں۔

دلیل ششم

حضرت اقدس نے اس اشتہار میں تحریر فرمایا ہے۔

"اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں۔ آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

یہ الفاظ بھی صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ یہ دعائے مباہلہ ہے۔ اور مباہلہ کے متعلق ۱۸۹۷ء سے جو سلسلہ جاری تھا۔ اسی کی تکمیل کے لئے یہ اشتہار جاری ہوا ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں ابتداء سے عذاب کی نوعیت ایک ہی رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

(الف) انجام آتھم میں تجویز کردہ بددعا کے الفاظ یہ تھے: "تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں۔ ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے۔ اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر۔ اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر" (انجام آتھم صہ ۶۶)

(ب) اعجاز احمدی میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا ہے۔

"ان کا یہ چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے۔ مگر شرط یہ ہوگی۔ کہ کوئی موت قتل کے رو سے واقع نہ ہو۔ بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے" صہ ۱۴

(ج) ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کے اسی مضمون مباہلہ میں جس کا ایک حصہ مولوی صاحب نے اپنے مضمون میں درج کیا ہے، لکھا ہے۔ "اتنی بات ہم اس پر اور بڑھا دیتے ہیں۔ کہ ہم خدا سے دعا کریں گے۔ کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے۔ وہ اس طرز کا ہو۔ کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔" (بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء)

ناظرین کرام! ان ہر چہار عبارتوں کو پڑھ کر بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ یہ سب ایک ہی سلسلہ میں متعدد عبارتیں ہیں۔ تین عبارتوں کو مباہلہ سے متعلق قرار دینا اور ۱۵ اپریل کی عبارت کو مباہلہ کے سلسلہ میں نہ ماننا انصاف کا خون کرنا ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل دعائے مباہلہ ہی ہے۔

دلیل ہفتم

اس اشتہار کا لفظ لفظ پکار رہا ہے۔ کہ یہ دعائے مباہلہ ہے کیونکہ اس میں حضرت اقدس نے صرف مولوی ثناء اللہ صاحب پر ہی بددعا نہیں کی۔ بلکہ کاذب کی موت چاہی ہے جس لئے دونوں طرف

کے لئے بددعا ہے۔ جو حسب آیت لعنۃ اللہ علے الکاذبین خدائی گرفت کی ایک صورت ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ صورت دعائے مباہلہ میں ہی ہوا کرتی ہے۔ یکطرفہ بددعا میں اپنے نفس اور مخالف دونوں کے لئے بددعا کی کیا ضرورت ہے۔ بالخصوص حضرت اقدس کے یہ الفاظ کہ "مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔" اس دعا کے دعائے مباہلہ ہونے پر قوی دلیل ہیں۔

دلیل ہشتم

اس اشتہار کے آخر میں حضور نے تحریر فرمایا ہے:-

"بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں، اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

ظاہر ہے۔ کہ اگر یہ یکطرفہ بددعا تھی۔ تو مولوی صاحب کے پرچہ میں اشاعت کی کیا ضرورت تھی۔ اور پھر حضور کا مولوی صاحب کو لکھنے کے لئے کہنا صاف بتلا رہا ہے۔ کہ یہ وہ دعا ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے ان کی تحریر ضروری ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے فیصلہ کر دے پس معلوم ہوا۔ کہ یہ اشتہار ۱۵ اپریل دعائے مباہلہ تھی۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہ کیا۔ اور مباہلہ نہ ہوا۔

دلیل نہم

اشتہار مذکور کی اندرونی شہادتوں کے علاوہ بیرونی شہادتیں بھی اس امر پر دلیل ہیں۔ کہ یہ اشتہار دعائے مباہلہ ہی تھا چنانچہ اس اشتہار کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار میں درج کرتے ہوئے پہلا اعتراض بایں الفاظ اٹھایا ہے۔

"اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شایع کر دیا" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

اہل انصاف غور فرمائیں اگر یہ اشتہار ۱۵ اپریل یکطرفہ دعا تھی۔ تو آپ سے منظوری لینے کی کیا ضرورت تھی۔ اور بغیر منظوری کے اسے شایع کر دینے پر آپ کو اعتراض کیوں؟ صاف بات ہے۔ کہ یہ دعا دعائے مباہلہ تھی۔ اور مولوی صاحب نے بھی اسے دعائے مباہلہ ہی سمجھا تھا۔

دلیل دہم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی طرف سے (منظوری یا عدم منظوری) کے لکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ مولوی صاحب جواباً تحریر کرتے ہیں:-

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" (۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

خدارا سوچیں۔ کہ اگر یہ تحریر (اشتہار ۱۵ اپریل) دعائے مباہلہ نہ تھی۔ بلکہ یکطرفہ دعا تھی۔ تو مولوی صاحب کا نامنظور کرنے کا کیا حق تھا۔ اور طرفہ یہ کہ لکھتے ہیں۔ نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔ یہ الفاظ بھی بین دلیل ہیں۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل یقیناً یقیناً دعائے مباہلہ تھا جسے مولوی صاحب نے منظور نہ کیا۔ اور ان جیسے باطل پرست دانا بھی منظور نہیں کر سکتے۔ ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم

دلیل یازدہم

مولوی ثناء اللہ صاحب تصریح کرتے ہیں (الف) "کرشن قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میری ساتھ مباہلہ کا اشتہار شایع کیا تھا" (مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء صہ)

(ب) "مرزا جی نے میرے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا" (مرقع قادیانی بابت دسمبر ۱۹۰۷ء صہ ۳۵)

(ج) "وہ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے اشتہار مباہلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں چیخ اٹھا تھا۔ کہ اہلحدیث نے میری عمارت کو ہلا دیا ہے۔" (اہلحدیث ۱۹ جون ۱۹۰۸ء)

(د) "آج تک مرزا صاحب نے کسی مخالف سے ایسا کھلا مباہلہ نہ کیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ گول گول رکھا کرتے تھے۔" (اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب بعنوان مرزا صاحب قادیانی کا انتقال اور اس کا نتیجہ)

یہ چار گواہ ہیں۔ جو خود مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیدا کردہ ہیں اور صاف صاف پکار رہے ہیں۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل مباہلہ کا اشتہار تھا اور وہ مباہلہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ ہونا تھا۔ اب ہم مولوی صاحب سے صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا دعویٰ تو آپ کی شہادت سے ہی ثابت ہے۔ ایسے ہی موقعہ پر قاضی شریح کے الفاظ "بشھادۃ ابن اخت خالتک صادق آتے ہیں۔

پس معلوم ہوا۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل یکطرفہ دعا نہ تھی۔ بلکہ یک "طریق فیصلہ" تھا۔ (مباحثہ لدھیانہ صہ ۲) اور وہ "طریق فیصلہ متمردانہ تھا۔ (مباحثہ لدھیانہ صہ ۳۱) اور وہ طریق تو عوت مباہلہ تھا۔ جو آخری فیصلہ ہوا کرتا ہے۔

دلیل دوازدہم

اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے جواب میں مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا تھا:-

"مرزائیو! کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کی طرف بلایا ہے۔ بتلاؤ۔ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صہ ۶)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہیں۔ (۱) اس اشتہار میں طریق فیصلہ مذکور ہے۔ (۲) اس طریق کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مخالفوں کو بلایا ہے۔ یعنی محض یکطرفہ اعلان نہیں (۳) مولوی صاحب کے نزدیک کسی نبی نے اس طرح اس طریق فیصلہ کی طرف نہیں بلایا۔

یہ تینوں امور اس بات پر دلالت کر رہے ہیں۔ کہ یہ یکطرفہ بددعا نہیں ہے۔ بلکہ طریق فیصلہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مخالفوں بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس کی رو سے فیصلہ کرنے کے لئے بلایا ہے۔ نیز اگر یہ یکطرفہ بددعا تھی۔ تو کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک کسی نبی نے اپنے مخالفوں پر یکطرفہ بددعا نہیں کی؟

مولوی صاحب لکھ چکے ہیں:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کفار مکہ نے کعبہ شریف میں سخت تکلیف دی۔ تو آپ نے نہایت اشد کفار پر بددعا کی تھی۔ خداوندا ابوجہل کو پکڑ لے خداوندا فلاں کو پکڑ وغیرہ" الخ (دافع الفتن ضمیمہ مباحثہ لدھیانہ صہ ۶۷)

پس مولوی صاحب کا اشتہار ۱۵ اپریل کی دعا کو نبیوں کے طریق کے خلاف بتلانا ظاہر کر رہا ہے۔ کہ وہ اسے دعائے مباہلہ ہی سمجھتے تھے۔ ہاں اس کی اشاعت قبل منظوری فریق مخالف کو خلاف منہاج نبوت قرار دیتے تھے۔ جو ان کی فہم کا قصور تھا۔ کیونکہ یہ تو دعوت مباہلہ تھی۔ اور فریق مخالف کو اسے قبول کرنے اور رد کرنے کا اختیار تھا۔ بہرحال مولوی صاحب کے اپنے بیان سے بھی ثابت ہے۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل صرف یکطرفہ دعا نہ تھا۔ بلکہ دعائے مباہلہ تھا۔ اور "مباہلہ کہا کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔" (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء) لیکن چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل قسم نہ کھائی۔ نہ دعا کی۔ بلکہ اس تحریر کو ہی نامنظور کر دیا۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) اس لئے مباہلہ نہ ہوا۔ اور جس طرح نجران کے عیسائی بچ گئے۔ اسی طرح مولوی صاحب بھی بچ گئے۔ (خاکسار اللہ دتا جالندھری از حیفا فلسطین)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی اخلاقی موت

مولوی صاحب اخبار اہلحدیث میں لکھتے ہیں۔ "اخبار نور افشاں کے جواب میں پیغام صلح نے لکھا تھا۔ کہ "احمدی لڑکیوں نے بڑے بڑے مولویوں اور شیریں بیاں کہلانیوالوں کے ناطقے بند کر دیئے۔" اس پیغام کو نور افشاں لفظ بہ لفظ نقل کر کے پوچھتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ان احمدی لڑکیوں کے نام بتائیں جنہوں نے مولوی صاحب کے ناطقے بند کر دیئے۔ جواباً عرض ہے۔ کہ مجھے ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں۔ ہاں ایڈیٹر اخبار مباہلہ دریافت ہو۔ جو پیچے کی سطح میں جا کر ایسی باریک باتیں لایا کرتے ہیں جنکی وجہ سے ان پر مقدمہ بھی قائم ہے۔" (۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء) میں نے یہ الفاظ باوجود کراہت نفس اسلئے درج کر دیئے ہیں۔ تا شرفاء پوری طور پر اندازہ لگا سکیں کہ ان دعویداران مذہب کے اخلاق کا کیا حال ہے۔ میں نے "پیغام صلح" کا محولہ بالا مضمون نہیں دیکھا۔ مگر یہ ایک واقعہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے رسالہ "چیستان" کا جواب ایک احمدی خاتون نے لکھا تھا۔ اور مولوی صاحب اس کا رد نہیں لکھ سکے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ مگر مولوی صاحب کا ان الفاظ کو گندے معنوں میں لیجانا ان کے خبث باطنی کی دلیل ہے۔ نور افشاں کے سامنے تو انجیل کا نمونہ ہے۔ اسے ہم کیا کہیں۔ لیکن یہ مولوی جو قرآن کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا کیرکٹر ہمیشہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو واضح رہے۔ کہ انکی اس قسم کی تحریریں ہی اس امر کا موجب ہیں۔ کہ نامہ نگاران اہلحدیث لکھتے ہیں:-

"اہلحدیث بھائیو! آج ہم ہدایت ربانی اور اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے۔ احکام الٰہی اور اسلامی تعلیم کو خیرباد نہ کہتے۔ اخلاق حسنہ کی پرواہ رکھتے تو نصرت الٰہی۔ کامیابی اور علم اسلامی آج ہمارے ہاتھ میں ہوتا۔" (۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء صہ ۱۱)

ممکن ہے عیسائیوں میں سے غیر شریف انسان مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان ناشائستہ الفاظ سے خوش ہوں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ مولوی صاحب کے اخلاق کا یہ پہلا نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ تفسیر ثنائی میں لکھ چکے ہیں۔ "جتلین عیسائیوں کی عورتیں بھی مردوں کی نسبت سنگ کمر اور دیگر لوازمات ضروریہ سے مزین رہتی ہیں" (جلد ۲ صفحہ ۱) پس درحقیقت مذکرہ بالا تحریر مولوی صاحب کی اخلاقی موت ہے۔ (ابو العطاء)

جناب خانصاحب چوہدری نعمت خانصاحب کا دہلی سے جالندھر تبادلہ

خانصاحب موصوف کے اعزاز میں دعوتیں اور مخلصانہ محبت کا اظہار

جناب خانصاحب چودھری نعمت خان صاحب بی۔ اے۔ پی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ و سشن جج دہلی کا جالندھر تبادلہ ہو گیا ہے۔ اس موقعہ پر دہلی کے ہندو مسلمان معززین نے جناب خانصاحب موصوف کے متعلق جن مخلصانہ جذبات کا اظہار کیا۔ ان کا مختصر ذکر درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جناب خان صاحب موصوف بفضلِ خدا اپنی اعلیٰ قابلیت اور اخلاق حمیدہ کی وجہ سے ہر طبقہ میں کس قدر محبوب اور ہر دلعزیز ہیں ؛ (ایڈیٹر)

۲۵ر اکتوبر جناب شیخ عبدالرحیم صاحب رئیس نے اپنی کوٹھی سبزی منڈی پر دعوت دی جس میں بعض حکام اور معزز وکلاء بھی شامل تھے ۲۶ر کو جناب شیخ عزیز الدین صاحب وکیل نے ٹی پارٹی دی۔ ۲۷ر کو جناب مسٹر ہریشچندر صاحب بی اے ایڈووکیٹ نے کوٹھی سعید منزل پر دعوت دی۔ ۲۹ر کو خان بہادر مولوی عبدالرحمٰن صاحب بی اے ایڈووکیٹ وائس چانسلر یونیورسٹی نے اپنی کوٹھی رائے سینا پر دعوت دی۔ ۳۰ر کو بینچ اینڈ بار کلب دہلی جہاں پانصد کے قریب مجمع تھا۔ اور ہر طبقہ کے خواص شامل تھے۔ مدعو کیا گیا۔ بعد از فراغت طعام رائے بہادر مسٹر راج نارائن صاحب بیرسٹر وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی دہلی نے انگریزی میں چودھری صاحب کو مخاطب کر کے تقریر کی۔ اور آپ کے اوصاف حمیدہ کو تفصیل سے بیان کیا۔ ان کے بعد رائے بہادر مسٹر رام کشور صاحب بی اے پلیڈر نے انگریزی میں تقریر کی۔ اور آپ کے اخلاق پسندیدہ کا تذکرہ کیا۔ ہر دو صاحبان نے آپ کے عدل و انصاف کو خاص طور پر بیان کیا۔

اس کے بعد سید رضا مرزا بی۔ اے پلیڈر نے نظم پڑھی۔ جو مندرجہ ذیل ہے ؛

"نعمت" کا اس طرح سے زمانہ گزر گیا
جھونکا ہوا کا جیسے اِدھر سے اُدھر گیا

دُنیا میں یُوں تو ایک سے ہے ایک خوبتر
اخلاق لیکن آپ کا دِل میں اُتر گیا

شیریں کلامی آپ کی مشہورِ عام ہے
مسحور ہو گیا جو کبھی بات کر گیا

انصاف کی جو پوچھو تو انصاف ہے یہی
ہر دِل کو عدل آپ کا تسخیر کر گیا

عدل و سخا و جود و کرم سے جناب کے
اسلام کے عروج کا نقشہ اُبھر گیا

خوش فہم و بذلہ سنج و نکات آفریں ہیں آپ
بگڑا جو کام آپ کے ہاتھوں سنور گیا

لگ جائے ہاتھ بات کوئی قابلِ گرفت
دشمن جناب کا اسی حسرت میں مر گیا

دائم رہے گا دِل پہ عنایات کا اثر
ہر لطف آپ کا رگ و پے میں اُتر گیا

موقعہ ملا نہ مرزاؔ کو تکمیلِ نظم کا
نوٹس ملا جو دیر میں ٹائم گزر گیا!

اس کے بعد لالہ چند و لعل صاحب جین اختر بی۔ اے پلیڈر نے حسب ذیل مسدس بار ایسوسی ایشن کی طرف سے پیش کیا۔

الوداع اے باعثِ توقیر ما ؛ الوداع اے خوگر ضبط و رضا
الوداع اے عاملِ صدق و صفا ؛ الوداع اے حق پسند و حق نما
الوداع اے صاحبِ علم و عمل
الوداع اے رونق بزم عدل

الوداع اے نعمتِ حق آفریں ؛ الوداع اے شوکتِ دنیا و دیں
الوداع اے زاہد گوشہ نشیں ؛ الوداع اے منصفِ روشن جبیں
الوداع ہوتے ہو تم اے چودھری
چھوڑ کر جاتے ہو یہ محفل بھری

آپ کی وہ شانِ حسن و سادگی ؛ ہر بشر کو جس سے ہے وابستگی
ہے کچہری میں سلوکِ خانگی ؛ آشنا سے ہے مگر بیگانگی
ہے مٹایا آپ نے اے حق نواز
جونیر اور سینیر کا امتیاز

دلکشی ہے آپ کے اطوار میں ؛ اور کشش ہے آپ کی گفتار میں
ذکر رہتا ہے سدا یہ بار میں ؛ آپ کا ثانی نہیں ایثار میں
ہو بیاں کیا آپ کا لطف و کرم
ہے زباں معذور قاصر ہے قلم

۳۱ر اکتوبر پانچ بجے شام ٹی پارٹی میں جناب حکیم جمیل خانصاحب کی طرف سے خواجہ عبدالمجید صاحب نے مدعو کیا۔ جس میں سفیر افغانستان معہ سکرٹری اور نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈاکٹر کچلو صاحب بھی شامل تھے۔ آٹھ بجے شب بابو تارا چند صاحب بی۔ اے ایڈووکیٹ نے دو صد مجمع کے قریب مدعو کیا۔ اور سید رضا مرزا بی۔ اے پلیڈر نے چند رباعیاں اور ایک نظم ذیل کی تمہید کے ساتھ پڑھی۔

نذر عقیدت بخدمت جناب خان صاحب چودھری نعمت خان صاحب بی۔ اے پی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ و سشن جج دہلی بموقعہ تبادلہ چودھری صاحب موصوف الصدر از دہلی بمقام جالندھر ؛

(۱)

مَیں چودھری صاحب کی ثنا کرتا ہوں
حق حسنِ عقیدت کا ادا کرتا ہوں
اچھے کی بھلائی کا ہے مظہر مرزاؔ !
اچھا کرتا ہوں کیا بُرا کرتا ہوں ؟

(۲)

تعریف کے قابل ہے عنایت تیری
مشہور جہان میں ہے عدالت تیری
خالق نے کیا تجھ کو مجسم نعمت
دشمن بھی نہیں کرتے شکایت تیری

(۳)

افضالِ خدا سے اوج پاتے ہیں آپ
اچھائی سے اپنی سب کو بھاتے ہیں آپ
ارمان تھا کہ آپ رہتے دہلی میں مدام
بیتاب ہے دِل یہاں سے جاتے ہیں آپ

(۴)

شیریں سخنی سے دِل لبھا لیتے ہیں
ہر جلسہ میں داد و مرحبا لیتے ہیں
یہ بات تو معمولی سے اوصاف میں ہے
دشمن کو بھی آپ اپنا بنا لیتے ہیں

(۵)

مرزاؔ کی دعا ہے آپ رفعت پائیں
اسکندر و دارا کی سی شوکت پائیں
تابانی میں ہو نیر اقبال فزوں
رحمت سے خدا کی مال و دولت پائیں

نظم

(۱) پھر رخصت ہوئے سب جمع عقیدت والے
دہلی سے جاتے ہیں بے لوث محبت والے

(۲) کی ججی ایسی کہ جو آپ ہی اپنی تھی نظیر
دنگ سب رہ گئے انصاف و عدالت والے

(۳) طبع جولانی سے وہ قانون میں کیں ترمیمیں
جن سے انگشت بدنداں رہے جدت والے

(۴) آپ کے لطف و کرم سے ہے زمانہ معمور
آپ کے جامِ محبت کے ہیں سب متوالے

(۵) دیکھکر مستعدی آپ کی ہنگام کار
پست ہمت ہوئے سب آج کے ہمت والے

(۶) دیکھیں وہ جو شریفوں کو سمجھتے ہیں حقیر
اوج اس طرح سے پاتے ہیں شرافت والے

(۷) میں قسم کھاتا ہوں کچھ شک نہیں اس میں بخدا
ایسے پیدا ہی نہیں ہوتے مروت والے

آخری جلسۂ رخصت ہے یہ اور پھر وداع
اے خوشا بخت ہیں سب جمع محبت والے

میرزا کی یہ دعا ہے کہ جہاں میں یا رب
ہوں وہ برباد جو ہوں بغض و عداوت والے

الٰہی! بذریعہ موٹر جالندھر شہر کیلئے روانہ ہوئے۔ چند ایک معززین الوداع کہنے کیلئے حاضر تھے۔ اور بابو اکبر علی صاحب احمدی اور ماسٹر محمد حسن آسانی صاحب احمدی بھی موجود تھے۔ حاضرین نے چودھری صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے اور موٹر پر پھول برسائے۔ اور اس فقیر نے حضرت رب العالمین کی بارگاہ میں ترقی اسلام و مسلمین کیلئے دعا کی۔ اور موٹر میں سوار ہو گئے۔ میرے لئے علیحدہ موٹر مقرر تھی۔ کیونکہ میں نے پانی پت تک چودھری صاحب کے ہمراہ جانا تھا۔ پانی پت سول ہسپتال میں سیٹھ پرمانند صاحب انکم ٹیکس آفیسر دہلی نے ٹی پارٹی دی۔ سیٹھ صاحب موصوف کا وطن پانی پت ہے۔ ہمارے ساتھ ہی دہلی سے اپنی موٹر میں آئے تھے۔ قاضی فضل الٰہی صاحب تحصیلدار پانی پت بھی سول ہسپتال میں موجود تھے۔ انہوں نے مدت ہوئی اس [illegible] کو دہلی میں دیکھا تھا۔ اس لئے اپنی شناخت کا ذکر کیا۔ اور بیٹھے پانچ [illegible] منٹ خدا کی عظمت اور انسانی زندگی کی علت غائی پر تقریر [illegible] انچارج ہسپتال بھی موجود تھا۔ اس کے بعد چودھری صاحب جالندھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور فقیر موٹر سے دہلی واپس آگیا۔ ان پارٹیوں [illegible] چند ایک معززین سے واقفیت ہوئی ہے۔ شیخ امیر علی صاحب [illegible] پنشنر راجہ کنور سین صاحب پنشنر جج ہائی کورٹ جموں [illegible] سین صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ اور مقدمہ سازش دہلی [illegible] دو صاحب فیصلہ کیلئے مقرر ہوئے ہیں جس میں چوہدری ظفر اللہ [صا]حب سرکار کی طرف سے وکیل ہیں۔ (خاکسار غلام احمد از دہلی)

جموّں کے حالات

گورے سپاہی اور مسجدوں کا احترام

شہر جموں میں قیام امن کیلئے گورہ سپاہیوں کی گاردیں جو دس دس پندرہ پندرہ افراد پر مشتمل ہیں۔ بازاروں اور گلی کوچوں میں دن رات پھرتی نظر آتی ہیں۔ شام کیوقت اور اس کے بعد گورے فوجی اپنی خاص طرز کے میں سیٹی بجاتے یا دھیمی آواز میں گاتے بھی ہیں لیکن جب کسی مسجد کے قریب پہنچتے ہیں۔ تو یک لخت خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ اور جب تک مسجد سے بیس پچیس قدم آگے نہیں نکل جاتے خموش رہتے ہیں۔ ایسی ہی مہذبانہ خصوصیات کے باعث جموں کے مسلمان انہیں باعث امن خیال کرتے ہیں۔ اور موجودہ حکومت کو ننگِ انسانیت اور بڑی لعنت کا مترادف۔ ریاست کے وحشی اور درندہ صفت فوجیوں کیلئے انگریز قوم کی اس قسم کی رواداری کی مثالیں باعث سبق ہونی چاہئیں۔ جو مسجدوں پر بلاوجہ گولیاں برساتے اور ان کے صحنوں میں مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپاتے رہے ہیں۔ اور جس کے جج بروئے قانون عید کی نماز کے مجمع کو مجمع خلاف قانون قرار دیتے ہیں۔

گورہ فوج کا ورود

۲ نومبر ۱۹۳۱ء کی شام سے جموں کی حکومت کے گرگ سار فوجیوں اور ہندو پبلک نے جموں اور اس کے علاقہ میں مسلمانوں کا قتل و غارت اور لوٹ مار شروع کر دی۔ جو مسلمان گھر سے نکلتا اسے یا تو فوجی ڈوگرے گولی کا نشانہ بنا دیتے۔ یا عام ہندو تلواروں سے اس پر حملہ کر دیتے۔ یہ کھیل بڑے زور شور سے کھیلا ہی جا رہا تھا۔ کہ اچانک ۴ نومبر کی دوپہر کو گورہ فوج جموں میں پہنچ گئی۔ اور ٹھیک اسی وقت مہاراجہ صاحب بھی کشمیر سے جموں وارد ہوئے۔ گورہ فوج کی آمد سے مسلمانوں کی کچھ ڈھارس بندھی۔ اور اگرچہ انگریزی فوج ریاست کی استدعا پر وائسرائے ہند نے روانہ کی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے طلب امداد اور قیام نظام کا تار دے چکنے کے بعد ریاست نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ شہر جموں کے مسلمانوں کا قطعاً نام و نشان مٹا دیا جائے۔ اس لئے انگریزوں کو فوجی چارج دینے میں تین دن لیت و لعل سے کام لیا جاتا رہا۔ ادھر یہ ٹال مٹول ہوتی رہی اور ادھر مسلمانوں پر سختی اور تشدد کے تمام ذرائع استعمال کئے جاتے رہے۔ آخر خدا خدا کر کے تیسرے روز یعنی ۷ نومبر کی دوپہر کو جب شہر کا فوجی قبضہ انگریزوں کے ہاتھوں میں آیا اور گورہ فوج متعین ہو کر امن بحال اور مسلمانوں کا کشت و خون اور لوٹ مار بند ہوئی۔ تو مسلمانوں نے خیال کیا۔ کہ انہیں بھی دنیا میں زندہ رہنے کا حق ہے۔ چنانچہ اس روز سے مسلمان جب کسی گورہ فوجی کو دیکھتے ہیں۔ تو اسے امن کا دیوتا خیال کرتے اور خدا کے شکر گزار ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کی گرفتاریاں

لیکن اس امر کے باوجود یہ مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ عملی طور پر انگریزوں کے ہاتھ میں سارا انتظام نہیں سوائے اس کے کہ گورے سپاہی شہر میں چکر کاٹا کریں۔ اور اگرچہ انگریزی فوج کے ہمراہ چند سویلین انگریز بھی ہیں۔ لیکن وہ بالکل غیر جانبدارانہ اور تماشائیوں کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ قتل و غارت اور لوٹ مار ہندو پبلک اور حکومت کے فوجی کارندوں کے ذریعے عمل میں آئی۔ لیکن چونکہ عمال حکومت تمام و کمال ہندو ہیں۔ اس لئے گرفتاریاں صرف مسلمانوں کی ہو رہی ہیں۔ اور اس وقت تک بیسیوں بے گناہ مسلمان ہندو حکام نے قید کر رکھے ہیں۔ اور روزانہ کئے جا رہے ہیں۔ مسلمان سراسیمگی کی حالت میں انگریز حکام کے پاس جاتے ہیں۔ لیکن وہاں کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ ہندوؤں کے مندروں کے ملحق جو پختہ تالاب ہیں۔ ان میں سے کئی دنوں سے غریب مسلمانوں کا لوٹ کا مال برآمد ہو رہا ہے۔ جو لوٹ کیوقت مندروں میں رکھا گیا تھا۔ مگر گورہ فوج کے آنے پر بخوف تلاشی تالابوں میں پھینک دیا گیا۔ مسلمان اس مال کی برآمدگی کی اطلاع انگریز حکام کو دیتے اور انہیں موقع پر لاتے ہیں۔ لیکن وہ کوئی دخل نہیں دیتے۔ نہ تو اس وقت تک کوئی ہندو گرفتار کیا گیا۔ اور نہ کسی کی تلاشی وغیرہ لی گئی۔ جموں کے مضافات میں ڈوگرہ فوجی ہندو پولیس اور ہندو حکام مسلمانوں پر سخت ظلم و ستم توڑ رہے ہیں۔ مسلمان خود جموں آ کر اور درخواستوں کے ذریعہ سے مسٹر جینکنس ڈپٹی کمشنر متعینہ جموں کے پاس عرض کرتے ہیں۔ لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ گورہ فوج صرف جموں میں مقیم ہے۔ اور مضافات میں وہی ڈوگرے فوجی درندے تعینات ہیں۔

پنجاب کے بعض غدار مسلمان

پنجاب کے وہ غدار مسلمان اور اخبار نویس جو احرار کمیٹی کے کام اور جتھوں کی مخالفت کرتے اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کام پر معترض ہوتے یا انگریزوں کے ورود جموں کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔ وہ صرف ہم مسلمانان جموں و کشمیر ہی کے خون کے پیاسے نہیں۔ بلکہ اسلام کے خدا اور اس کے رسولؐ کے بھی بدترین دشمن ہیں۔ وہ ہمارے کشت و خون کا تماشا دیکھنے والے ہیں۔ وہ نہ تو خود ہماری امداد کرتے ہیں۔ اور نہ انہیں یہ گوارا ہے۔ کہ کوئی دوسرا ہمیں اس قیامت خیز مصیبت سے نجات دلائے۔

ہماری استدعا

ہندوستان کے تمام مسلمانوں سے ہم مسلمانان جموں و کشمیر کی یہ عاجزانہ استدعا ہے۔ کہ اگر انہیں ہمارے ساتھ ہمدردی ہے۔ اور وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ تو وہ گورنمنٹ ہند سے اپنی پوری طاقت سے مطالبہ کریں۔ کہ انگریز پوری طرح نظام ریاست کو اپنے ہاتھ میں لے کر پہلے تو ہر شہر و [قصب]ہ میں مسلمانوں کی جان و مال محفوظ کریں۔ اور پھر واقعات کی بناء پر انصاف اور حق رسی کریں۔ ریاست کی حکومت زائد از چار ماہ سے ہماری خون سے کھیل رہی ہے۔ اور ہم پر انتہائی وحشیانہ مظالم توڑ رہی ہے۔ اور ہنوز [illegible] (نامہ نگار)

سارے ہندوستان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاندار جلسے

محبوب نگر میں جلسہ

۸ نومبر کا جلسہ سیرت النبیؐ شاندار طور پر منایا گیا اس سال جلسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ برادران اہل ہنود کثرت سے شریک ہوئے۔ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اس قدر شاندار اجتماع ہندو مسلم محبوب نگر میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ جلسہ بعد نماز مغرب بصدارت جناب صاحبزادہ نواب میر محمد علی خاں صاحب بی اے ایل ایل بی منصف محبوب نگر شروع ہوا۔ محبوب نگر کے مشہور پنڈت نارائن راؤ صاحب وکیل نے اخلاق نبوی پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ کل روحانی انسان ایک ہی ہیں۔ صاحب ممدوح نے اسلامی خوبیوں کا نہایت وضاحت سے اقرار کیا مشہور مقررین مولوی عبد اللہ الدوسی بی اے ایل ایل بی اور مولوی اسمٰعیل شریف صاحب نے تقریریں مختلف موضوعات پر کیں خاکسار نے اغراض جلسہ بیان کئے اور جلسہ شب کے گیارہ بجے ختم ہوا نہایت کامیاب جلسہ رہا۔ الحمد للہ

خاکسار۔ میر اسحٰق علی ضلع محبوب نگر

بھومال وڈالہ ضلع امرتسر میں جلسہ

۸ نومبر سیرۃ النبیؐ کا جلسہ زیر صدارت چوہدری محمد ابراہیم صاحب منعقد ہوا۔ خاکسار نے ایک تقریر کی اور سید امیر حسین صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی۔ خاکسار۔ عبد الغنی

ہمبووال (لدھیانہ) میں جلسہ

سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق زیر صدارت ماسٹر دیدار محمد صاحب ایک کامیاب جلسہ ہوا۔ حکیم عبد الرحمٰن صاحب قریشی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی پر شاندار تقریر کی۔ سامعین کی تعداد امید سے بڑھ کر تھی۔ خاکسار۔ نور محمد

راولپنڈی میں جلسہ

۸ نومبر سیرت النبی کا جلسہ کمپنی باغ میں نہایت کامیابی کے ساتھ منایا گیا۔ خانصاحب قاضی نذیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ میونسپل کمشنر و سکرٹری انجمن اسلامیہ راولپنڈی صدر تھے۔ آپ کی افتتاحی تقریر کے بعد مسٹر کشن چندر ورما مینجر بھارت انشورنس کمپنی جو آریہ سماج کے معزز اور ممتاز رکن ہیں۔ جناب سردار جوند سنگھ صاحب سکرٹری سنگھ سبھا مسٹر جگت رام صاحب بی اے۔ جناب لالہ ہیرا لال صاحب پریزیڈنٹ دیو سماج نیز راجہ علی محمد صاحب افسر مال چوہدری اعظم علی صاحب سب جج و قاضی محمد رشید صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر نہایت دلکش پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ حاضرین میں سردار بہادر موہن سنگھ صاحب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی۔ بلدیہ کے صدر لالہ پرتھی چند صاحب ورائے صاحب لالہ جے چند صاحب میونسپل کمشنر و گورنمنٹ کنٹریکٹر و خانصاحب محمد اکبر خان صاحب و دیگر معززین و روسائے شہر موجود تھے

(خاکسار۔ ایم اے ایاز)

سکھر میں جلسہ

سکھر ٹاؤن ہال میں ایک معزز غیر احمدی وکیل کی زیر صدارت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر پنڈت راج کرشنا گڈوانی ٹی ایس آر ایس اے (لندن) اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے تقریریں کیں۔ (خاکسار عبد الکریم)

ترنگ زئی اور ابازئی میں جلسہ

انصار اللہ کے ایک پرجوش رکن ولی داد خاں صاحب نے ایک مخالف غیر احمدی مولوی صاحب کی معیت میں ترنگ زئی اور ابازئی میں ایک ہی دن سیرت النبیؐ پر دو جلسے نہایت کامیاب اور اعلیٰ پیمانہ پر کرائے۔ (نامہ نگار)

موضع کنیاں کلاں (جالندھر) میں جلسہ

۸ نومبر بر مکان سردار غلام محمد صاحب انسپکٹر سیرۃ نبویؐ پر قاضی شاہ ولی صاحب پلیڈر کا لیکچر ہوا۔ حاضرین کی تعداد خاصی تھی۔ (نامہ نگار)

چیچہ وطنی میں جلسہ

سیرت النبیؐ کا جلسہ زیر صدارت چوہدری فتح محمد صاحب منعقد ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ نے تقریر کی۔ جلسہ میں ہندو اور سکھ اصحاب بھی شامل تھے۔ (خاکسار محمود خان)

مردان میں جلسہ

۸ نومبر زیر صدارت خان سعد اللہ خان صاحب وکیل جلسہ منعقد ہوا۔ قاضی عبد الخالق صاحب بی اے یا کو انقاف خان صاحب اور ملک زادہ آدم خانصاحب اہل السنت نے تقاریر کیں اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ (خاکسار۔ قاضی محمد)

پاپیگاہ (ضلع ڈیرہ غازیخاں) میں جلسہ

سیرۃ النبیؐ کا جلسہ منعقد ہوا۔ ماسٹر ودینا مانتھ صاحب مدرس۔ ملک الٰہی بخش صاحب۔ منشی شیر محمد خاں و منشی محمد افضل صاحب منشی فاضل نے تقریریں کیں۔ (نامہ نگار)

بھبل چک (ضلع گورداسپور) میں جلسہ

جلسہ زیر صدارت چوہدری میاں محمد صاحب منعقد ہوا۔ میاں محمد علی صاحب اور میاں بدر الدین صاحب نے تقریریں کیں۔

(خاکسار۔ نور محمد)

بیجباڑہ (سری نگر) میں جلسہ

قصبہ ھذا میں آج تک کوئی اسلامی جلسہ نہیں ہوا تھا یہ سب سے پہلا موقع ہے کہ سیرت النبیؐ پر جلسہ ہوا۔ خاکسار نے تقریر کی۔ مجمع بہت زیادہ تھا۔ غیر مسلم اصحاب بھی شامل ہوئے۔ (خاکسار۔ عبد الواحد

روجہان غربی (ڈیرہ غازیخاں) میں جلسہ

زیر صدارت مولوی عبد المجید صاحب ہیڈ ماسٹر جلسہ منعقد ہوا۔ اور مولوی غلام حسین صاحب فریدی چشتی قلندری نے تقریر کی۔ (نامہ نگار)

موضع بکیواں میں جلسہ

۸ نومبر جلسہ کیا گیا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوا۔ (خاکسار۔ محمد عبد اللہ از ڈیرہ بابا نانک)

چک ۱۲۷ (لائلپور) میں جلسہ

زیر صدارت چوہدری فضل علی صاحب حنفی جلسہ منعقد ہوا جس میں خاکسار نے تقریر کی۔ نیز شریف حسین صاحب نے بھی لوگ خاص اثر لے کر گئے۔ (خاکسار الیاس الدین)

چک ۹۹ شمالی (ضلع سرگودھا) میں جلسہ

۸ نومبر سیرت النبیؐ پر جلسہ منعقد ہوا۔ چوہدری غلام رسول صاحب نے تقریر کی جسے حاضرین نے دلچسپی کے ساتھ سنا۔

(خاکسار سلطان احمد)

شاہ مسکین (ضلع شیخوپورہ) میں جلسہ

سیرۃ النبیؐ پر جلسہ ہوا۔ خاکسار نے الفضل کے تازہ خاتم النبیین نمبر سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ مستورات کا جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ (خاکسار پیر ولایت شاہ)

بلب گڑھ (ضلع گوڑگانواں) میں مستورات کا جلسہ

۸ نومبر بر مکان حکیم انوار حسین صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن والدہ حکیم انوار حسین صاحب نے کی۔ اہلیہ حکیم انوار حسین صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل نمونہ اور ایک معجزہ سے آنحضرت صلعم کا ... فضائل بیان کئے۔ حکیم انوار حسین صاحب اور ... کی بچیوں نصرت جہاں اور سعیدہ نے نظمیں پڑھیں۔ بعد ازاں

گجرات میں جلسہ

خان بہادر چوہدری فضل علی صاحب ایم۔ ایل۔ سی و چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ کے زیر صدارت بہت کامیاب جلسہ ہوا۔ یہ سب صاحب صدر کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ان کی طرف سے معززین شہر کو دعوتی خطوط لکھے گئے۔ حاضری کافی تھی۔ چوہدری محمد حسن صاحب وکیل اور ملک محمد عبد الرفیع صاحب وکیل نے تقاریر کیں۔ (خاکسار برکت علی ملک)

جہلم میں جلسہ

جلسہ بصدارت مولوی محمد اکرم صاحب پبلک پراسیکیوٹر منعقد ہوا۔ چوہدری عمر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جہلم۔ حکیم جمشید علی صاحب۔ خان سعید احمد صاحب۔ پیر گلاب شاہ صاحب مولوی سعد الدین صاحب بی اے مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب نے تقاریر کیں۔ خاتمہ پر صاحب صدر نے تقریر کی۔ (خاکسار۔ غلام حسین)

کنجاہ میں جلسہ

شیخ محبوب علی صاحب پنشنر تحصیلدار کے زیر صدارت جلسہ ہوا۔ ہندو بھی شامل ہوئے صوفی محمد دین صاحب سردار علی صاحب مولوی محمد عبد اللہ صاحب ایم نیاز علی صاحب اور مولوی عبد الغنی صاحب نے تقاریر کیں۔ خاکسار نور الدین

لودہراں میں جلسہ

زیر صدارت شیخ عبد الواسع صاحب اوور سیر سیرۃ النبیؐ کا جلسہ منعقد ہوا۔ منشی محمد نواب صاحب محمود خان صاحب اور شیخ محمد سلطان صاحب نے تقاریر کیں۔ مستورات کے لئے بھی علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ (نامہ نگار)

کھاریاں میں جلسہ

۸ نومبر جلسہ ہوا۔ ماسٹر سعد الدین صاحب بی اے بی ٹی صدر تھے۔ منشی محمد شریف صاحب ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم ماسٹر غلام حیدر صاحب اور صاحب صدر نے تقریریں کیں۔ جلسہ کا اثر خدا تعالیٰ کے فضل سے سامعین پر نہایت اچھا ہوا۔ حاضرین میں معززین دہ شامل تھے۔ (خاکسار فضل احمد)

چک سکندر تحصیل کھاریاں میں جلسہ

چوہدری سلطان علی صاحب کے زیر صدارت جلسہ ہوا۔ مولوی عبد المالک صاحب نے تقریر کی۔ (نامہ نگار)

گکرالی تحصیل کھاریاں میں جلسہ

چوہدری صاحب داد صاحب صدر تھے۔ چوہدری فضل احمد صاحب چوہدری رحمت اللہ صاحب میاں غلام حسین صاحب اور حافظ نذیر احمد صاحب امام مسجد گکرالی نے تقریریں کیں۔۔۔ (نامہ نگار)

دہوریہ ضلع گجرات میں جلسہ

چوہدری فضل داد خان صاحب رئیس کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ چوہدری عبد الرحمٰن صاحب اور محمد دین صاحب نے فضائل نبویؐ پر تقریریں کیں۔ جنہیں سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ (خاکسار سلطان علی)

حقیقہ ضلع گجرات میں جلسہ

زیر صدارت صوبیدار بہاول بخش صاحب جلسہ ہوا۔ سید امیر شاہ صاحب۔ میاں نواب دین صاحب امام مسجد اور محمد دین صاحب نے تقریریں کیں۔ جنہیں سامعین نے دلچسپی سے سنا۔ (نامہ نگار)

اڈمڑ میں جلسہ

سیرت نبویؐ کے متعلق زیر صدارت بابو نبی بخش صاحب رئیس جلسہ کیا گیا۔ مولوی فقیر محمد صاحب لاہوری نے تقریر کی۔ (خاکسار محمد عبد اللہ خاں)

سیکھواں میں جلسہ

۸ نومبر مولوی امام الدین صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ صاحب صدر اور مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل نے تقاریر کیں۔ جلسہ میں ہر فرقہ و مذہب کے لوگ شریک تھے۔ (نامہ نگار)

موضع دیوا سنگھ (ضلع ملتان) میں جلسہ

زیر صدارت قلندر خاں صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس جلسہ ہوا۔ مولوی نور احمد صاحب اوور سیر نے تقریر کی جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ جلسہ میں غیر مسلم اصحاب بھی شریک تھے۔ (خاکسار محمد یامین)

کالا گوجراں (ضلع جہلم) میں جلسہ

بصدارت میاں امیر بخش صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی عبد الغفور صاحب منشی جگن ناتھ صاحب سردار گورکھ سنگھ صاحب میاں فقیر محمد صاحب اور صاحب صدر نے تقریریں کیں۔ (خاکسار محکم دین)

رنگے پور ضلع سیالکوٹ میں جلسہ

مستری روشن الدین صاحب کی صدارت میں سیرۃ نبویؐ پر جلسہ ہوا۔ جس میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقریر کی (نامہ نگار)

لمین کرال ضلع گورداسپور میں جلسہ

میاں شاہ محمد صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ مولوی اللہ بخش صاحب اور مولوی غلام نبی صاحب نے عمدہ تقریریں کیں۔ حاضری خاصی تھی۔ (خاکسار حکیم شوق محمد)

بگول ضلع گورداسپور میں جلسہ

زیر صدارت چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نمبردار جلسہ ہوا۔ ماسٹر محمد احسن صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب مولوی فاضل نے تقریریں کیں (نامہ نگار)

صریح ضلع جالندھر میں جلسہ

بابو نواب دین صاحب صدر تھے۔ ایک غیر احمدی اور دو احمدی اصحاب نے تقریریں کیں۔ (خاکسار فتح الدین)

چک کلاں تحصیل پھلور میں جلسہ

۸ نومبر جلسہ ہوا۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ مولوی عبد العزیز صاحب کا وعظ خاص طور پر پسند کیا گیا۔ (خاکسار محمد عبد اللہ)

گوڑہ میں جلسہ

حاضری کافی تھی۔ لوگ بہت متاثر ہوئے۔ صدر بابو نواب دین صاحب تھے۔ دو احمدیوں نے تقاریر کیں (نامہ نگار)

شیخ پور ضلع گجرات میں جلسہ

مولوی جلال دین صاحب حنفی کے زیر صدارت جلسہ ہوا مولوی عبد العزیز صاحب میاں میر بخش صاحب خاکسار اور صدر نے تقریریں کیں (خاکسار نادر علی)

ہرسیاں ضلع گورداسپور میں جلسہ

مولوی صالح محمد صاحب نے فضائل نبویؐ پر تقریر کی۔ جلسہ میں ہندو اور سکھ بھی شامل تھے (خاکسار عبد الغنی)

اورحمہ ضلع سرگودہا میں جلسہ

میاں محمد بخش صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ صاحب صدر کی تقریر کے بعد میاں مولا بخش صاحب۔ اللہ بخش صاحب محمد حیات ولد حسی اور خاکسار نے سیرۃ نبوی پر تقریریں کیں۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ (خاکسار محمد حیات)

چک راماس ضلع شاہپور میں جلسہ

حاجی مولوی محمد دین صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ سید امداد حسین شاہ صاحب۔ خواجہ فضل کریم صاحب اور صدر نے تقریریں کیں۔ (خاکسار محمد عبد اللہ)

چک ۲۲۸ (لائل پور) میں جلسہ

زیر صدارت مولوی عبد العزیز صاحب جلسہ منعقد ہوا تقریباً تین صد ہندو مسلم اور سکھ اصحاب شامل ہوئے۔ صدر کی تقریر کے بعد مولوی عبد الحق صاحب مولوی اللہ دتا صاحب مولوی تاج الدین صاحب مولوی فاضل اور مولوی غلام مرتضیٰ صاحب نے تقریریں کیں۔ (خاکسار محمد شفیع)

دھاریوال میں جلسہ

۸ نومبر کارخانہ کے سامنے زیر صدارت جناب محمد حسین صاحب ٹھیکیدار جلسہ ہوا۔ چوہدری محمد اعظم صاحب اور مولوی محمد اعظم صاحب نے تقریریں کیں۔ (خاکسار اللہ بخش)

بھینی شرقپور (شیخوپورہ) میں جلسہ

شیخ محمد انور خاں صاحب نے فضائل نبویؐ پر اور خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور کمالات پر تقریر کی (خاکسار محمد عبد المجید)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۱۶ نومبر کو فیڈریشن کمیٹی کا اجلاس فوجی غیر ملکی۔ اقتصادی اور تجارتی معاملات پر بحث کے لئے شروع ہوا۔ اگرچہ مسلمانوں نے اس سے قبل فرقہ وار مسئلہ کے حل تک اس کمیٹی کی کارروائی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا لیکن محض ملکی ترقی کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے قابل تقلید ایثار سے کام لیا۔ اور مسٹر جناح نے مسلم وفد کی طرف سے اعلان کر دیا۔ کہ مسلمان ان چار امور پر بحث جاری رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر ان کی یہ اہم اور ضروری شرط محفوظ رہے گی۔ کہ جب تک مسلم مطالبات پورے نہیں کئے جاتے اور تحفظات دستور اساسی میں درج نہیں ہونگے۔ وہ اسے ہرگز منظور نہیں کریں گے۔ ؛

—— لندن سے ۱۶ اکتوبر کی خبر ہے کہ حافظ ہدایت حسین صاحب ممبر گول میز نے ایک یادداشت کے ذریعہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ اودھ کو علیحدہ صوبہ قرار دیا جائے۔ آپ نے بطور دلیل لکھا ہے۔ کہ اس وقت بھی اس صوبہ کے عدالتی اور دیگر نظامات بالکل علیحدہ ہیں۔ ؛

—— ۱۶ نومبر کو دار العوام میں مسٹر چرچل نے سوال کیا۔ کہ ہندو مسلم مسئلہ کے حل کے لئے وزیر اعظم نے اپنی جو ثالثانہ خدمات پیش کی ہیں۔ اگر مندوبین اسے منظور کر لیں۔ تو کیا وہ فیصلہ حکومت برطانیہ اور پارلیمنٹ کو لازمی طور پر ماننا پڑیگا۔ وزیر اعظم نے جواباً کہا کہ ہر رکن گول میز میرے فیصلے کو ماننے کا تحریری عہد کرے تو وہ فیصلہ پارلیمنٹ کو ماننا پڑیگا۔ میں نے ایک ایسی سکیم تجویز کی ہے۔ جس پر فوراً عارضی طور پر عمل ہو سکتا ہے۔ اور میں حکومت کی

—— سری نگر سے ۱۷ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ مسٹر مڈلٹن نے فسادات کی تحقیقات کا کام شروع کر دیا ہے۔ حکومت کی طرف سے مشیر قانونی تحقیقات کے دوران میں موجود رہے گا۔ ؛

—— مسٹر واٹل ڈپٹی انسپکٹر ریاست کشمیر کو ۱۶ نومبر سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ تاحال معلوم نہیں۔

—— صدر پنجاب مہا سبھا نے وزیر اعظم اور گاندھی جی وغیرہ کو لندن میں تار ارسال کیا ہے۔ کہ آریہ سماج اور سکھوں نے پنجاب میں انسانی بہبود کے لئے جو کوششیں کی ہیں۔ ان کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پنجاب میں عملی طور پر کوئی اچھوت موجود نہیں۔ یعنی ان کے وجود سے ہی انکار

کر دیا گیا ہے۔ ؛

—— ۱۶ نومبر کو بعض سوالات کے جواب میں وزیر ہند نے کہا۔ گول میز کانفرنس کی رپورٹ پر غالباً اسی ہفتہ دار العوام میں غور و خوض کیا جا سکیگا۔ لیکن ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کانفرنس کب ختم ہوگی۔ ؛

—— ۱۷ نومبر کو فیڈریشن سب کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت مالوی نے کہا۔ ہندوستان کی رائے عامہ فوجی اقتدار کو جدید مجلس قانون ساز کے ہاتھ میں منتقل کر دینے کی حامی ہے۔ ؛

—— سر اکبر حیدری برار کی واپسی کے لئے انگلستان میں کوشش کر رہے تھے۔ معلوم ہوا ہے۔ وزیر ہند نے سر موصوف کو یہ جواب دیا ہے کہ اس کے متعلق پہلے حکومت ہند سے گفت و شنید کی جائے۔ اس کے بعد حکومت برطانیہ حکومت ہند کی سفارشات پر غور کریگی۔ ؛

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ جموں میں جو گورہ فوج متعین کی گئی ہے۔ اس کے مصارف کے لئے حکومت کشمیر کو ماہوار مصارف چار لاکھ روپیہ ادا کرنا پڑیگا۔ ؛

—— نمائندہ حکومت حجاز متعینہ لندن نے اعلان کیا ہے کہ حکومت حجاز و فرانس کے مابین ایک دوستانہ معاہدہ کی تکمیل ہو گئی ہے۔ ؛

—— ۱۷ نومبر کو اسمبلی میں فنانس بل کے دوران میں حکومت کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ ایک ہزار روپیہ سالانہ آمدنی پر بھی ٹیکس لگایا جائے۔ سر ہرسی شاردا نے اس کی مخالفت کی۔ اور ان کی تحریک ۴۹ کے مقابلہ میں ۵۱ افراد کی زیادتی سے پاس ہو گئی۔ ؛

—— ۱۶ نومبر کو اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جیمس کریرار نے کہا۔ کہ مقدمہ سازش میرٹھ پر اس وقت تک بارہ لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ جس میں سے نو لاکھ سرکاری وکیل کو بطور فیس دیا گیا ہے۔ ؛

—— ۷ اسکھوں پر مشتمل جتھہ جو دسکہ گیا تھا۔ اسے ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں بوہنگی گرفتار کر کے سیالکوٹ ڈسٹرکٹ جیل میں پہونچا دیا گیا ہے۔ ؛

—— معلوم ہوا ہے۔ اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستانی سینڈہرسٹ ڈیرہ دون میں قائم کیا جائے۔

—— ڈاکٹر محمد عالم صاحب مجلس احرار پنجاب نے ۱۸ نومبر کو اعلان کیا ہے۔ کہ اس وقت تک ... یہ تحریک ... کہ آئندہ حدود کشمیر میں داخل ہونے کی کوشش نہ کریں گے۔ رہائی حاصل کر چکے ہیں۔ ؛

—— ۱۶ نومبر کو دار العوام میں سوال کیا گیا۔ کہ حال میں ناسک کے مندر میں اچھوتوں نے داخل ہو کر پوجا کرنے کی کوشش کی۔ تو ہندوؤں نے سخت مزاحمت کی۔ اس موقعہ پر صرف اچھوت ہی گرفتار کئے گئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ اس سلسلہ میں مجھے کوئی سرکاری اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ ؛

—— ۱۸ نومبر نواب صاحب رامپور نے اپنی سالگرہ کا دربار منعقد کیا گیا۔ اور مالیہ میں پونے دو لاکھ روپیہ کی معافی کا اعلان کیا۔ ؛

—— ۱۶ نومبر کو دار العوام میں یہ تحریک پیش کی گئی۔ کہ مقدمہ سازش میرٹھ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ وہ مقدمہ کی موجودہ منزل پر مداخلت کے مجاز نہیں۔ ؛

—— ۱۷ نومبر کو مسئلہ فوج کے متعلق فیڈریشن کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی کی حریت پسندی کا بھرم کھل گیا۔ جب آپ نے صاف کہہ دیا۔ کہ میری خواہش تو بے شک ہے کہ افواج پر میرا کامل اختیار ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں۔ برطانوی افواج اور کمانڈر انچیف اس پر رضامند نہ ہوں گے۔ اس لئے میں اس ساعت کا منتظر رہوں گا۔ جب مجھے کامل اقتدار حاصل ہو جائے۔ پنڈت مالوی نے بھی اپنی تقریر میں گاندھی جی کی تائید کی۔ ؛

—— ۱۷ نومبر کو لندن میں مینارٹی کمیٹی کی رپورٹ شائع کر دی گئی ہے۔ جس میں اجلاس کی کیفیت۔ فرقہ وار مسئلہ کے حل میں ناکامی۔ اور ثالث بننے کے لئے وزیر اعظم کی پیشکش کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ سولہ ضمنی نوٹ بھی شامل ہیں۔ جن میں فرقہ وار تصفیہ کے متعلق کانگرس کی سکیم اور اقلیتوں کا معاہدہ بھی شامل ہے۔ ؛

—— ۱۶ نومبر کو اسمبلی کے اجلاس میں ایک ممبر نے حکومت کی توجہ ان سرگرمیوں کی طرف منعطف کرائی۔ جو جو کانگرس سول نافرمانی کے لئے کر رہی ہے۔ جس کے جواب میں ہوم ممبر نے کہا۔ کہ گورنمنٹ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے۔ اور سول نافرمانی کی صورت میں پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرے گی۔ ؛

—— لندن سے ۱۸ نومبر کی اطلاع ہے کہ ہندوستان کے ماڈریٹ لیڈر مسٹر شاستری۔ سر تیج بہادر سپرو مسٹر جیکر وغیرہ نے حکومت برطانیہ کو لکھا ہے کہ اگر اس نے مرکزی ذمہ داری نہ دی۔ تو ہم کانفرنس سے الگ ہو جائیں گے۔ صوبجاتی خود مختاری تو لارڈ ریڈنگ ۱۹۲۶ء میں دینے کو تیار تھے۔ ؛

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے دفتر قادیان سے شائع کیا۔